Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 4, Issue 4
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

ڈاکٹر شازیہ رزاق
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور۔
شبینہ رمضان
ایم-ایس، ریسرچ سکالر شعبہ اردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور۔

"زہرانگاہ کی شاعری ادبی تہذیب کا استعارہ"

Dr. Shazia Razzaq
Assistant Professor, Urdu Department, Lahore College For Women University,Lahore
Shabeena Ramzan
MS. Research ScholarUrdu Department, Lahore College For Women University, Lahore

"Zahra Nigha's Poetry is a Metaphor of Literary Civilization

Zehra Nigah is a prominent poet from Pakistan with distinct style and voice. She is modernist who also inspired by classical traditions of urdu poetry. She is infact well known because of her feministic approach. She pointed out social exploitation which every women faces every day. She wrote powerful poems on topics such as terrorism, globalization, street children, drug abuse and death with softness. She is poet who is feminine without being feminist, with gender issues finding a place in her vast canvas of concerns. She wants to gain that status for women which is captured by patriarchal system. This article is an attempt to describe Zehra Nigah's point of view about love, nature, life, death, justice, feelings, nostalgia, feminism, social and political issues.

KeyWords: Zehra, Nigah, classic, love, hope, nature, feminism, loneliness, modernism

کلیدی الفاظ: زہرانگاہ، کلاسک، محبت، امید، فطرت، نسائیت، تنہائی، جدیدیت

ماضی وحال کا حسین مرقع، گہرے معاشرتی شعور کی حامل، عورتوں کے جذبات واحساسات اور نفسیات سے بخوبی آگاہ، مشرقی تہذیبی روایات کی پاسدار، وضع دار، ہمہ گیر، ہمہ جہت شخصیت کی حامل لبوں پہ مسکراہٹ، نہایت خلوص سے بھرپور دھیمے اور شفقت بھرے لہجے کی حامل زہرانگاہ جو اپنے اسی مخصوص انداز سے لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتی ہیں۔ میدان ادب میں ان کی اہمیت مسلم ہے کیونکہ خوبصورتی چاہے کسی بھی شکل وصورت یا رنگ و آہنگ میں ہو باعث کشش ہے کیونکہ خوبصورتی ہمیشہ دل کو ایک خوبصورت احساس سے بھر دیتی ہے۔

زہرانگاہ کی شخصیت ماضی وحال کا ایک حسین سنگم ہے جہاں ماضی کی یادوں کے حسین مرقعے فکروفن کے قالب میں ڈھل کر حال کو مزین کرتے ہیں۔ انہوں نے شعر گوئی میں ایسا انداز سخن اپنایا جس سے وہ نہ تو جدیدیت کی صف میں شامل ہو کر آزادی کا نعرہ لگاتی ہیں اور نہ ہی دیگر شاعرات کی طرح قنوطیت کی جانب مائل دکھائی دیتی ہیں۔

"ان کی شخصیت ایک تراشیدہ ہیرے کی مانند ہے جس کے متعدد پہلو ہوتے ہیں لیکن ہر پہلو اتنا شفاف۔ اتنا تابناک کہ دوسری ہر شے کو اس کے معیار پر پرکھا جاتا ہے۔"[1]

زہرانگاہ عہد جدید کی ایسی شاعرہ ہیں جن کے کلام میں روزمرہ زندگی کے جذباتی، سماجی و معاشرتی معاملات اور سیاسی حالات کی خوبصورت عکاسی ملتی ہے۔ کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ لکھنے کا تعلق زور قلم سے نہیں بلکہ جذب مفہوم سے ہوتا ہے۔ ہر فنکار کے کلام میں ایک مخصوص فضا ملتی ہے جو اس کی داخلی کیفیات اور تمدنی احوال کا نتیجہ ہوتی ہے جس میں اس

نے نشو نما پائی ہے زہرا نگاہ کے کلام کا ایک بنیادی موضوع محبت ہے۔ محبت ایسا آفاقی جذبہ ہے جس کے متعدد معانی و مفاہیم اور اقسام ہو سکتی ہیں۔ دنیا کا ہر ادب خواہ وہ کسی بھی زبان میں ہو اس میں جذبہ محبت کا تذکرہ ضرور ملتا ہے محبت ایسا آفاقی جذبہ ہے جو ازل سے موجود ہے اس نے تمام عالم کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے ہر انسان کے یہاں تصور محبت جدا ہے۔ لیکن وہ اس کے متعلق ایک خاص تصور رکھتی ہیں وہ محبت کو ایسا معتبر سلسلہ گردانتی ہیں جہاں بساط دیدار محبوب نہ ہونے کے باوجود دید کی حسرت دل میں موجزن رہتی ہے۔

مجال دید نہیں، حسرت نظارہ سہی
یہ سلسلہ ہی بہت معتبر ہے کیا کہیے 2

زہرا نگاہ کے داخلی جذبات واحساسات اور معاملات محبت کے اظہار کے لیے غزل کے وسیع کینوس کا انتخاب کیا، غزل کا اصل موضوع چونکہ عشق مجازی ہی رہا ہے اور یہ جذبہ عشق تمام انسانی زندگی پر حاوی رہا ہے کیونکہ زندگی نام ہے علائق کا جہاں تعلق ہو گا وہاں جذبہ بھی ہو گا۔ زہرا نگاہ جذبہ محبت کو خاص اہمیت دیتی ہیں اور متعلقات محبت کے حوالے سے ایک خاص تصور رکھتی ہیں کہ وہ اسے ایسا شعبدہ گردانتی ہیں جو دل کی وساطت سے انسانی زندگی کو تبدیل کرنے پر قادر ہے۔

میں نے دل سے کہا شعبدہ گر! کیسے جادو دکھاتا ہے مجھ کو
کیسے محفل سجاتا ہے اس کی، کیسے پاگل بناتا ہے مجھ کو
کوچہ کوچہ پرانی روش ہے، صحرا صحرا پرانی ڈگر ہے
دیکھنا ہے نیا رنگ وحشت کیا طریقے سکھلاتا ہے مجھ کو 3

بقول جبران:

"فلسفی کی روح اس کے دماغ میں اور شاعر کی روح اس کے دل میں ہوتی ہے۔ 4

عشق جذبات انسانی کا سرتاج ہے جو فطرت کی طرح لامحدود ہے عالم رنگ بو میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ مختلف عناصر کے باہمی ربط و کشش سے بنتا اور قائم رہتا ہے۔ عشق کی یہ کشش کہیں شعوری، کہیں نیم شعوری اور کہیں غیر شعوری ہے۔ انسان چونکہ ذی شعور مخلوق ہے اس میں عشق کی کشش کا وجدان کسی حد تک شعوری بھی ہے جس کا اثر جذبہ واحساس کی شکل میں ہوتا ہے۔ 5

جہاں عشق یا جذبہ ہو گا وہاں اظہار بھی ہو گا۔ مگر وسیلہ اظہار جدا جدا ملتا ہے بعض شعرا کرام جذبہ عشق کے بے باکانہ اظہار کے قائل ہیں بعض اشاروں کنایوں کا استعمال کرتے ہیں مگر زہرا نگاہ کے کلام میں جذبہ محبت کے اظہار میں خاص قسم کا حیا و لجاجت کا عنصر پایا جاتا ہے وہ جذبہ محبت کا اظہار نہایت ڈھکے چھپے اور محتاط انداز میں ملتا ہے۔

لب گویا تو مل گیا تھا ہمیں
صرف اظہار مدعا نہ ہوا 6

زہرا نگاہ معاملات محبت کے بیان میں طاق ہیں اور یہی وصف انہیں خاصے کی چیز بناتا ہے جہاں وہ معاملات محبت کے پہلو بہ پہلو متعلقات محبت، عاشق صادق کی مخلصی و جانثاری، محبوب کی بے رخی اور تغافل، راہ محبت میں درپیش مصائب و آلام کا تذکرہ کرتی ہیں وہیں اس راہ میں صبر و ضبط کی اہمیت کو بھی اجاگر کرتی ہیں کیونکہ وہ اس بات کا خوب شعور رکھتی ہیں کہ "رونا کار عبث ہے" فقط صبر سے ہی ہر منزل کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

وحشت میں بھی منت کش صحرا نہیں ہوتے
کچھ لوگ بکھر کر بھی تماشا نہیں ہوتے 7

وقت کا دھارا ہر شے میں تبدیلی لے آتا ہے اسی طرح گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ راہ محبت کے مقامات میں بھی تبدیلی رونما ہونے لگتی ہے اور راہ محبت میں سب کچھ قربان کر کے خالی دامن ہو جانے سے احساس بے مائیگی بڑھنے لگتا ہے۔ اور آمد بہار سے پریشانی دل بڑھنے لگتی ہے اور جذبہ بے مائگی میں مزید شدت آ جاتی ہے۔

رک جا ہجوم گل کہ ابھی حوصلہ نہیں
دل سے خیال تنگیٔ داماں گیا نہیں 8

حسن وعشق غزل میں زندگی کی تمثیل بن جاتے ہیں اور شاعر ان کے ذریعے رموز حیات کو بے نقاب کرتا ہے حسن سے بڑھ کر تخیل کو چھیڑنے اور اکسانے والی کوئی دوسری چیز نہیں اسی لیے موضوع حسن شعرا کو عزیز ہوتا ہے جس کی قدر افزائی چراغ عشق میں ہی ممکن ہے بعض کے نزدیک عشق جو جذبے کی اندرونی حقیقت ہے حسن پر فوقیت رکھتا ہے۔ حسن عشق کا محتاج ہے لیکن عشق حسن سے بے نیاز ہے المختصر عشق اور حسن دونوں اپنی اپنی جگہ کائنات مدرکہ کے اہم مظاہر ہیں۔9

زہرا نگاہ کی شاعری بالخصوص عاشقانہ شاعری میں یاد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ان کے ہاں جذبہ محبت ایسا جذبہ ہے جو ہمیشہ دل میں مغزن رہتا ہے اور کسی کے چلے جانے سے بھی یہ جذبہ ماند نہیں پڑتا اور چھوڑ جانے والوں کی یاد ہمیشہ دل کو بے قرار اور پریشان کیے رکھتی ہے اور یادیں دل کی گھبراہٹ کا سبب بنتی ہیں۔

؎ بیٹھے بیٹھے کیسا دل گھبرا جاتا ہے

جانے والوں کا جانا یاد آجاتا ہے 10

ادب کے میدان سے وابستہ دیگر شعرائے کرام کے برعکس زہرا نگاہ کا تصور حسن نہایت منفرد و اچھوتا ہے۔ان کا تصور حسن انسان کے وجودی پیکر سے بلند ہو کر فطری مناظر کے تناظر میں دیکھا جا سکتا ہے ان کے کلام میں حسن کا کوئی وجودی پیکر نہیں ملتا البتہ ان کا تصور حسن فطری مناظر اور فطرت کی خوبصورتی کے حوالے سے ملتا ہے جیسے ان کی نظم "کیسی ستھری شام ہے دیکھو" میں وہ فطرت کے خوبصورت مناظر کا تذکرہ اس انداز سے کرتی ہیں کہ حسن فطرت تمام تر رعنائیوں کے ساتھ اپنے جوبن پر نظر آتا ہے۔

کیسی ستھری شام ہے دیکھو

دھلی دھلائی

مٹی کی سوندھی خوشبو میں

بسی بسائی

پتہ پتہ تھمی ہوئی بارش کے موتی اپنے تن سے ڈھلکاتا ہے

اپنی رنگت اپنے کومل پن پر کیا کیا اتراتا ہے! 11

زہرا نگاہ کے کلام میں معاملات و متعلقات محبت، عشق حقیقی، حسن فطرت اور فلسفیانہ عناصر کے پہلو بہ پہلو بڑھتی ہوئی احساس بیگانگی، خوف تنہائی، ذہنی انتشار، بے چینی، ذہنی کھوکھلا پن، روحانی دیوالیہ پن، احساس بیچارگی معاشرتی بے حسی اور سیاسی و سماجی حالات کی بھی عمدہ ترجمانی ملتی ہے۔جب وہ درپیش حالات کے سبب لوگوں کو زندگی کے لیے ترستا ہوا دیکھتی ہیں تو ان کے کلام میں فنا کا موضوع بھی در آتا ہے۔

زہرا نگاہ نے دور جدید کے تلخ حقائق کو ساقی و میخانہ کے رمز و ایما میں یوں سمو دیا ہے کہ ماہ تمام کی تجلی ہر پیمانے میں آ گئی ہے کیونکہ بدلتی ہوئی معاشرتی صورتحال کے سبب ان کا دل اس دنیا سے گھبرانے لگتا ہے اور وہ مے حیات میں تلخیٔ دوراں کے شامل ہونے کا اعتراف کرتی ہیں کہ شاید یہی سبب ہے کہ لوگ بے خودی کے لیے ترستے ہیں۔

؎ مے حیات میں شامل ہے تلخیٔ دوراں

جبھی تو پی کے ترستے ہیں بے خودی کے لیے 12

ان تمام داخلی و خارجی حقائق کے باوجود زہرا نگاہ کے کلام میں قنوطیت کی بجائے امید کا پہلو ملتا ہے، امید جو دلوں کا حوصلہ بڑھاتی ہے جو ازل سے انسان کے ساتھ ہے، مایوسیوں کے اندھیروں سے نکلنے کا واحد سہارا امید ہے لیکن وہ پرامیدی کا درس واعظانہ انداز اپنائے بغیر نہایت عمدگی سے دیتی ہیں۔

صبح کے سورج کی ضو دیکھیے کب تک نہ آئے

دوپہر یہ رنگ شام دیکھیے کب تک رہے 13

عہد حاضر میں مزاحمتی تانیثی شعور کے بالمقابل شائستہ نسائی تہذیبی اقدار کی حامل، مشرقی تہذیبی اقدار کی ترجمان زہرا نگاہ جن کی شاعری میں بلند ہونے والی نہایت دھیمے لہجے کی نسائی آواز نے دلوں کو پگھلا دیا ہے ان کے کلام میں تانیثی شعور اپنے عروج پر دکھائی دیتا ہے کیونکہ ان کے کلام میں عورت کے جذبات و احساسات کی جو سچی تصویر کشی کی گئی ہے وہ لاثانی ہے۔ان کے کلام میں سماجی ناانصافی، ممتا کے جذبات، دہشت گردی کا خوف، خواہشات کی محرومی کا شکوہ اور زندگی کی خوشیوں کے لیے سمجھوتے کی چادر اوڑھنے کا تذکرہ

بڑے خوبصورت انداز میں ملتا ہے۔ اس ضمن میں ان کی نظمیں " سمجھوتہ، ایک لڑکی، جرم وعدہ، اندریں شہر مرا سایہ دیوارے نیست، زہرا نے بہت دن سے کچھ نہیں لکھا، میلہ گھومنی "وغیرہ اہمیت کی حامل ہیں۔

وہ سڑک کے اس جانب

روشنی کے کھمبے سے!

سر لگائے ایستادہ

آنے والے گاہک کے

انتظار میں گم تھی! 14

زہرا نگاہ کے کلام میں جہاں زندگی کی مختلف جہات کی عکاسی نہایت عمدہ انداز میں ملتی ہے وہیں صنف نازک کی آبروریزی اور عصمت دری کے واقعات کی عکاسی تہذیبی پیرائے میں ملتی ہے جہاں لہجے کے دھیمے پن کی ہلکی آنچ بھی سراپا احتجاج ہے جیسے ان کی نظم " بھیجو نبی جی رحمتیں "نسائی دکھ کی نسائی لہجے میں بیان کی عمدہ مثال ہے۔

اک دن اچانک کیا ہوا ٹھوکر سے دروازہ کھلا

اک جانور انسان نما پنجوں کو لہراتا ہوا

کمرے میں آتا ہی گیا ہر شے پہ چھاتا ہی گیا

چادر جو سر سے کھنچ گئی قرآں کا چہرہ ڈھک گئی

روٹی توے پر جل گئی ہانڈی ابل کر رہ گئی

بچے کا جو پلا گر پڑا طوطا پھڑک چیخ اٹھا

بھیجو نبی جی رحمتیں بھیجو نبی جی رحمتیں

آل نبی کا واسطہ آل نبی کا واسطہ

پر کوئی آیا ہی نہیں 15

ایک دانشور کا قول ہے کہ انسان کائنات میں صرف تین چیزوں سے آشنا ہے: خدا، فطرت اور خود اپنی ذات سے۔ بظاہر محسوس ہوتا ہے کہ انسانی معلومات کے دائرے بہت محدود ہیں مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کہنے والے نے جو کچھ کہا بہت سوچ سمجھ کر کہا۔ اگر کسی فن پارے پر غور کیا جائے تو یہی تینوں پہلو ہمیں ملتے ہیں کیونکہ ایک کامیاب فنکار کی تحریر میں زندگی کی مسرت بخش ترجمانی، حسن اظہار کی شعوری کوشش اور فنکار کی شخصیت کا پرتو ملتا ہے۔ دراصل شاعری فکر و فن کے ملاپ سے ہی وجود میں آتی ہے شاعری میں جہاں فکری پہلو اہمیت کے حامل ہیں وہیں فنی پہلو کی اہمیت سے بھی انکار ممکن نہیں۔

بقول طارق سعید:

"جس طرح پھول کی پہچان خوشبو سے ہے اسی طرح فنکار کی پہچان اس کا اسلوب ہے۔" 16

فکری پختگی کی پہلو بہ پہلو زہرا نگاہ کے کلام میں فنی رنگا رنگی کی حسین مرقعے بھی ملتے ہیں۔ سادگی و روانی اور سلاست زہرا نگاہ کے کلام کا نمایاں وصف ہے انہیں بندش الفاظ پر مکمل دسترس حاصل ہے وہ شائستگی و شیرینی سے جذبات کی عکاسی موزوں الفاظ سے کرتی ہیں کیونکہ انہیں جذبات کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنے کا خوب فن ہے۔ سادہ، آسان اور پرکشش الفاظ زہرا نگاہ کے کلام کا نمایاں وصف ہیں یہی سادگی اور لطیف پیرایہ اظہار ان کی انفرادیت کا غماز ہے۔

ے یہ اداسی یہ پھیلے سائے

ہم تجھے یاد کر کے پچھتائے 17

ے شائستگئ غم نے عجب کام دکھایا

اک حرف تسلی بھی مرے نام نہ آیا 18

؎ میرے چھوڑے ہوئے اس رستے پر

کوئی میری طرح سے چل رہی ہے 19؎

زہرا نگاہ نے اپنے تجربے اور تخیل کو بروئے کار لاتے ہوئے دلی کیفیات کو لفاظ کے قالب میں یوں ڈھالا کہ وہ دل کی آواز معلوم ہوتے ہیں۔اور پڑھنے والے پر "میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں تھا" کا تاثر پیدا ہوتا ہے۔ان کے کلام میں سہل ممتنع کے پیرائے میں ندرت خیال کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔ تمام فکری و فنی لوازم کو ملحوظ رکھتے ہوئے دل لگتا شعر کہنا زہرا نگاہ کا خاصہ ہے۔

؎ برسوں ہوئے تم کہیں نہیں ہو

آج ایسا لگا یہیں کہیں ہو 20؎

زہرا نگاہ کا کلام رنگا رنگ پھولوں کے دیدہ زیب ہار کی مانند ہے جس میں مختلف النوع کے جذبات واحساسات کو منفرد طرز ادا کے دھاگے میں پرو یا گیا ہے ان کے کلام میں جہاں ہمیں سادگی و روانی، ندرت خیال اور دھیمے لہجے میں جذبات کی ترجمانی ملتی ہے وہیں ان کا منفرد دعائیہ انداز اور استفہامیہ پہلوان کے کلام کی انفرادیت کا ضامن ہے۔

؎ کلی اداس، چمن سوگوار، گل خاموش

یہ انتظار بہاراں ہے دیکھیے کیا ہو 21؎

زہرا نگاہ کے کلام میں جہاں وزن کے کلام سے شعر کی خوبی اور اس کی تاثیر دو بالا ہوتی ہے وہیں ان کے کلام میں ہندی، فارسی، انگریزی، عربی اور سنسکرت الفاظ کا بر محل استعمال ان کے عمیق مطالعہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔اشعار میں دیگر زبانوں کی الفاظ کبھی نامانوس، اجنبی یا بوجھل معلوم نہیں ہوتے بلکہ یہ الفاظ شعر کا حصہ بن کر اس کے حسن کو چار چاند لگاتے ہیں اس کی عمدہ مثال انکی نظم مدھ ماتی پون لہرائے، بن باس، تراشیدم- شکستم ،اندریں شہر مرا سایہ دیوارے نیست، یہ خال وخد مرے اپنے اور نائٹ شفٹ وغیرہ میں ملتی ہے۔

یہ سمندر، یہ بپھرا ہوا دیوتا

اس طرح سینہ کوبی میں مصروف ہے

سارے عالم کو جیسے نگل جائے گا 22؎

زہرا نگاہ کے کلام میں دیگر زبانوں کے الفاظ کے علاوہ روزمرہ محاورہ اور ضرب المثال کا بر محل استعمال اس نفیس انداز میں ملتا ہے کہ گویا شعر کا ایک جز معلوم ہوتا ہے جس کے بغیر لطف شعر ناگزیر ہے۔

ہم نے پہلے تو سنا تھا کہ یہ وقت

تارے گن لو تو گزر جاتا ہے 23

زہرا نگاہ کے کلام میں باطن کے ساتھ خارج کا ذکر بھی نہایت اچھوتے انداز میں ملتا ہے ان کے یہاں گھر، دریچے، آنگن، پھول، چمن، رات، کہکشاں، مہ وانجم اور بارش جیسے مناظر کی جیتی جاگتی اور متحرک تصویروں کے علاوہ پیکر تراشی کے بھی عمدہ نمونے ملتے ہیں۔

؎ ذہین آنکھیں کتابی چہرہ وہ سانولی اک اداس لڑکی!

سفید آنچل سے تن کو ڈھانپے مرے دریچے میں جھانکتی ہے 24؎

تشبیہ و استعارہ کا بر محل استعمال حسن کلام کا ضامن ہوتا ہے کیونکہ تشبیہ واستعارہ سے کلام میں فصاحت و بلاغت پیدا ہوتی ہے زہرا نگاہ کے کلام کا خاصہ ان کا عمیق مشاہدہ ہے کیونکہ وہ صرف ظاہر پر اکتفا نہیں کرتیں بلکہ تصویر کے دونوں رخ بیان کرنے کے لیے تشبیہ واستعارہ، تلمیح اور ایک آدھ بلیغ مصرعے کی مدد سے کلام میں جدت پیدا کرتی ہیں۔علاوہ ازیں ان کے کلام میں علامت نگاری، خیالی تمثیل، تجسیم نگاری اور علم بدیع کی مدد سے غنائیت کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔

؎ ایک میرے سامنے ہے ایک میری یاد میں

دو زمانے چل رہے ہیں وقت کی تقویم میں 25؎

چلتے پانی کے ساتھ چلنا تو خیر ایک انتہائی خوش کن عمل ہے چلتے پانی کو تو بیٹھ کر دیکھتے رہنے سے بھی دل و نظر کو لطف حاصل ہوتا ہے اور یہی لطف و سرور زہرا نگاہ کے کلام کو پڑھ کر حاصل ہوتا ہے۔ نہایت دھیمے لہجے کی حامل باوقار اور سنجیدہ شاعرہ زہرا نگاہ ان کثیر الجہات اور کثیر المطالعہ شخصیات میں سے ہیں جو اب خال خال ہی ملتی ہیں ان کی ذات ادب افق پر آفتاب کی مانند چہار سو کرنیں بکھیر رہی ہے۔ زہرا نگاہ صاف گو، بے باک اور مؤثر نسائی لہجے میں زندگی کے نشیب و فراز کو بیان کرنے والی شاعرہ ہیں انہوں نے مصلحت پسندانہ انداز پر حق گوئی و حقیقت بیان پر ترجیح۔

زہرا نگاہ جذبوں کو خوبصورت انداز پیرایہ میں ادا کرنے کا ہنر خوب جانتی ہیں انہوں نے محبت، ہجر، فراق، وصل، روزمرہ زندگی کے جذباتی معاملات اور معاشرتی حالات و واقعات کی عکاسی نہایت اچھوتے انداز میں کی ہے۔ ان کی شاعری میں داخل سے خارج کی طرف مراجعت ملتی ہے جس میں انہوں نے سماج میں پنپنے والے رویوں اور حالات کو نہایت سلیقے سے پیش کیا ہے۔ ان کی شاعری کی سب سے بڑی خصوصیت ان کا خوبصورت، مدھم اور تازگی سے بھرپور لہجہ ہے جو قارئین پر دیرپا اثرات چھوڑتا ہے۔ ان کی شاعری کا محرک ان کا منفرد نسائی لب و لہجہ ہے انہوں نے نہایت متین لہجے میں جہاں عورت کی نفسیات کی ترجمانی کی ہے وہیں بدلتے معاشرتی اطوار اور تقاضوں کو بھی ہدف طنز بنایا ہے۔

ان کے کلام میں مایوسی و یاسیت کی بجائے امید اور رجائیت بھرا لہجہ ملتا ہے۔ انہوں نے دراصل شعر و سخن کے ذریعے انفرادی و رومانوی، معاشی و سماجی، غریب الوطنی اور جنسی مسائل کی تاریخ رقم کرنے میں تہذیبی اقدار کو ملحوظ رکھتے ہوئے مؤثر نسائی انداز سے کام لیا ہے۔ ان کے کلام میں وہ تمام نشیب و فراز دیکھے جا سکتے ہیں جو انسانی زندگی کا حاصل ہیں۔ زہرا نگاہ آپ بیتی کو جگ بیتی میں مدغم کرنے کا کمال ہنر رکھتی ہیں اسی سبب ان کے کلام میں مسائل حیات کی ترجمانی میں بڑی کاریگری کارفرما نظر آتی ہے۔

ان کی شاعری جہاں فکری حوالے سے وسعت کی حامل ہے وہیں فنی طور پر بھی متنوع خصوصیات ان کے کلام کی آفاقیت کی ضامن ہیں کیونکہ وہ فنی لوازم سے بھی بخوبی آگاہ ہیں۔

انہوں نے شاعری کو سادگی و روانی، سلاست، تشبیہات و استعارات، علامات و بحور اور مختلف صنعتوں کے برمحل استعمال، فطرت نگاری، منظر نگاری، خیالی تمثیل نگاری، پیکر تراشی اور تجسیم نگاری سے مزین کیا ہے جس باعث ان کے کلام میں ہمہ گیری اور یگانگت پیدا ہوتی ہے۔

المختصر ان کی شاعری فکری و فنی حوالے سے اردو ادب کا ایک معتبر حوالہ اور ایسی توانا آواز ہے جو ہمیشہ ادب کے ایوانوں میں گونجتی رہے گی۔ ان کی شاعری قوس قزح کے مختلف رنگوں کا مجسمہ ہے جہاں ہر رنگ اپنی منفرد شناخت قائم کیے ہوئے ہے۔

حوالہ جات

1۔ گوہر نوشاہی: ڈاکٹر، سید امتیاز علی تاج، اسلام آباد، اکادمی ادبیات، پاکستان۔ طبع اول 1999ء، ص۔58

2۔ زہرا نگاہ، مجموعہ کلام (شام کا پہلا تارا، ورق اور فراق)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2012ء، ص۔42

3۔ ایضاً، ص۔43

4۔ صوفی وارثی میر ٹھی، شعر و قافیہ، لاہور: مکتبہ عالیہ، 1991ء، ص۔ 18

5۔ گوپی چند نارنگ، اردو غزل اور ہندوستانی ذہن و تہذیب، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، جولائی 2002ء، ص۔111

6۔ زہرا نگاہ، مجموعہ کلام (شام کا پہلا تارا، ورق اور فراق)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2012ء، ص۔46

7۔ زہرا نگاہ، مجموعہ کلام (شام کا پہلا تارا، ورق اور فراق)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2012ء، ص۔59

8۔ زہرا نگاہ، مجموعہ کلام (شام کا پہلا تارا، ورق اور فراق)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2012ء، ص۔17

9۔ یوسف حسین خان: ڈاکٹر، اردو غزل، علی گڑھ (یوپی)، دار المصنفین شبلی اکیڈمی (جلد پنجم)، 2010ء، ص۔ 94

10۔ زہرا نگاہ، مجموعہ کلام (شام کا پہلا تارا، ورق اور فراق)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2012ء، ص۔ 51

11۔ زہرا نگاہ، مجموعہ کلام (شام کا پہلا تارا، ورق اور فراق)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2012ء، ص۔ 47

12۔ زہرا نگاہ، مجموعہ کلام (شام کا پہلا تارا، ورق اور فراق)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2012ء، ص۔21

13۔ زہرا نگاہ، مجموعہ کلام (شام کا پہلا تارا، ورق اور فراق)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2012ء، ص۔59

14۔ زہرا نگاہ، مجموعہ کلام (شام کا پہلا تارا، ورق اور فراق)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2012ء، ص۔ 63

15۔ زہرا نگاہ، مجموعہ کلام (شام کا پہلا تارا، ورق اور فراق)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2012ء، ص۔ 162

16۔ طارق سعید، اسلوب اور اسلوبیات، لاہور: نگارشات پبلی کیشنز، 1998ء، ص۔29

17۔ زہرا نگاہ، مجموعہ کلام (شام کا پہلا تارا، ورق اور فراق)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2012ء، ص۔17

18۔ زہرا نگاہ، فراق، کراچی: بی-155، بلاک 5، گلشن اقبال، 2009ء، ص۔71

19۔ زہرا نگاہ، ورق، لاہور: اساطیر پبلشرز، 1998ء، ص۔46

20۔ زہرا نگاہ، مجموعہ کلام (شام کا پہلا تارا، ورق اور فراق)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2012ء، ص ۔ 46

21۔ زہرا نگاہ، مجموعہ کلام (شام کا پہلا تارا، ورق اور فراق)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2012ء، ص۔51

22۔ زہرا نگاہ، مجموعہ کلام (شام کا پہلا تارا، ورق اور فراق)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2012ء، ص۔ 90

23۔ زہرا نگاہ، مجموعہ کلام (شام کا پہلا تارا، ورق اور فراق)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2012ء، ص۔ 38

24۔ زہرا نگاہ، مجموعہ کلام (شام کا پہلا تارا، ورق اور فراق)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2012ء، ص۔52

25۔ زہرا نگاہ، فراق، کراچی: بی-155، بلاک 5، گلشن اقبال، 2009ء، ص۔12